عورتوں کو ورثہ دینے کی اہمیت

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۔(النسآء:۸)

مردوں کیلئے اس ترکہ میں سے ایک حصّہ ہے جو والدین اور اقرباء نے چھوڑا۔اور عورتوں کیلئے بھی اس ترکہ میں ایک حصّہ ہے جو والدین اور اقرباء نے چھوڑا۔خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔(یہ ایک) فرض کیا گیا حصّہ (ہے)۔

یوصیکم اللہ فی اولاد کم للذ کر مثل حظ الانثیین(النسآء:12)

اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے۔مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر (حصہ) ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ يَخْتَصِمَانِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوَارِيثَ بَيْنَهُمَا قَدْ دَرَسَتْ، لَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ أَوْ قَالَ لِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَإِنِّي أَقْضِي بَيْنَكُمْ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ يَأْتِي بِهَا إِسْطَامًا فِي عُنُقِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَبَكَى الرَّجُلَانِ وَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَقِّي لِأَخِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَمَّا إِذَا قُلْتُمَا فَاذْهَبَا فَاقْتَسِمَا ثُمَّ تَوَخَّيَا الْحَقَّ ثُمَّ اسْتَهِمَّا ثُمَّ لِيُحَلِّلْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا صَاحِبَهُ۔

(مسند احمد صفحہ 320\6 ابوداود کتاب القضاء باب فِیْ قضاء القاضی اِذَا اخطا)

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے پاس دو آدمی آئے جن میں وراثت کی ملکیت کے بارہ میں جھگڑا تھا اور معاملہ پرانا ہو جانے کی وجہ سے ثبوت کسی کے پاس نہ تھا۔آنحضرت ﷺ نے ان کی بات سن کر فرمایا میں انسان ہوں اور ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی زیادہ لسان ہو اور بات کو بڑے عمدہ انداز اور لہجہ میں بیان کر سکتا ہو اور میں اس کی باتوں سے متاثر ہو کر کوئی رائے قائم کروں اور اس کے حق میں فیصلہ دے دوں حالانکہ حق دوسرے فریق کا ہو۔ایسی صورت میں اسے اس فیصلہ سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے اور اپنے بھائی کا حق نہیں لینا چاہئے کیونکہ اس کے لئے وہ ایک آگ کا ٹکڑا ہے جو میں اسے دلا رہا ہوں۔اگر وہ لے گا تو قیامت کے دن وہ سانپ بن کر اس کی

گردن پر لپٹا ہوا ہو گا۔ حضور ﷺ کی یہ بات سن کر دونوں کی چیخیں نکل گئیں اور ہر ایک نے عرض کیا۔ حضور! وہ کچھ نہیں لینا چاہتا۔ ساری جائیداد میرے بھائی کو دے دی جائے آپؐ نے یہ سن کر فرمایا جب تم اس پر آمادہ ہو تو یوں کرو کہ جائیداد تقسیم کرکے قرعہ اندازی کر لو جس حصہ کے بارہ میں جس کا قرعہ نکلے وہ، وہ حصہ لے لے اور دوسرے کے حصہ میں نکلا ہوا قرعہ اسے بخش دے یعنی اگر اس کا کوئی حق دوسرے کے حصہ میں ہے تو وہ اسے معاف کر دے اور اسے بخش دے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ نے عورتوں کو اپنا حق وراثت لینے کی تلقین کرتے ہوئے نصیحت فرمائی تھی کہ:۔

"خدا نے جو تمہیں حق دیا ہے تمہیں جرأت سے کام لینا چاہیے کیونکہ یہ اگر تمہاری خاموشی اور تمہاری کمزوری ان ظالموں کے ہاتھ مضبوط کرے گی تو ان گناہوں کا ایک حصہ تم بھی کماؤ گی۔ کیونکہ وہ اس پر دلیر ہوتے چلے جائیں گے۔ ہر احمدی عورت کو میدان میں آنا چاہیے جس کا حصہ مارا گیا ہے خدا نے فریضہ مقرر کیا ہے اس کو لازماً قضا کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے کہ اس کا رد عمل کیا ہے اور اگر وہ ایسا کریں گے تو پھر آئندہ لوگوں کو نصیحت ہو گی، خوف پیدا ہو گا۔"

(درس القرآن 4 فروری 1994ئ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"حقیقت حال جو ہے وہ بہرحال واضح کرنی چاہیے کہ ایک تو یہ کہ کسی کا حق مارا گیا ہے تو نظام حرکت میں آئے اور ان کو حق دلوایا جائے دوسرے ایک چیز جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے شریعت کی رو سے اس سے وہ اپنے آپ کو کیوں محروم کر رہی ہیں اور صرف یہی نہیں کہ اپنے آپ کو محروم کر رہی ہیں بلکہ وصیت کے نظام میں شامل ہو کے جو اُن کا ایک حصہ ہے اس سے خدا تعالیٰ کے لئے جو دینا چاہتی ہیں اس سے بھی غلط بیانی سے کام لے کے وہاں بھی صحیح طرح ادائیگی نہیں کر رہیں تو اس لئے یہ بہت احتیاط سے چلنے والی بات ہے وصیت کرتے وقت سوچ سمجھ کر یہ ساری باتیں واضح طور پر لکھ کے دینی چاہئیں۔"

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ116)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک آدمی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا حضرت! میری بیوی نے اپنی خوشی سے مجھے حق مہر معاف کر دیا ہے۔حضرت اقدس ؑنے فرمایا" ہم ایسی معافی کو جائز نہیں سمجھتے۔آپ اپنی بیوی کو مہر ادا کر دیں اور پھر اگر وہ اپنی خوشی سے آپ کو مہر کی رقم واپس کر دے تو تب جائز ہو گا"۔یہ صاحب کہیں سے قرض لے کر دوڑے ہوئے اپنی بیوی کے پاس گئے اور اس کی جھولی میں مہر کی رقم ڈال دی اور پھر چند سیکنڈ انتظار کرنے کے بعد بیوی سے کہا کہ تم نے تو مہر معاف کر دیا ہوا اب یہ رقم مجھے واپس کر دو۔ اس نے کہا واہ! اب میں کیوں واپس کروں؟ میں تو سمجھتی تھی کہ آپ نے مہر دینا ہی نہیں اس لئے مفت احسان کیوں نہ رکھوں۔لیکن اب جب آپ نے مہر دے دیا ہے تو یہ میرا حق ہے میں اسے واپس نہیں کرتی۔